سود کے نظریات کی تنقیدی تاریخ

از- بوم - باورک

مترجمہ: مولانا فضل الرحمٰن

ایم اے، ال، ال، بی (علیگ) لکچرر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

(گذشتہ سے پیوستہ)

کالون کے شاگردوں کے بعد جو قدرتی طور سے اپنے استاد کے نظریات سے متفق بسولڈ، مولی نی اس کا ایک شاگرد
تھے سولہویں صدی میں ایسے مصنف بہت کم ہوئے جنھوں نے معاشیاتی بنیادوں پر سود کی حمایت میں دلائل پیش کئے۔ اس طرح کے لوگوں میں خاص طور سے کیمے رے ری اس (CAMERARIUS)، بورنٹز (BORNITZ) اور سب سے بڑھ کر بسولڈ (BESOLD) کا نام لیا جا سکتا ہے۔

بسولڈ نے اپنے مضامین میں جن کا نام سود کے بارے میں سوالات (QUESTIONES ALIQUOT DE USURIS) تھا مسیحی نظریئے کی مخالفت میں بہت سے دلائل دیئے، بسولڈ کی تصنیفی زندگی کی ابتداء اسی کتاب سے ہوتی ہے۔ وہ سود کا سرچشمہ تجارت کے ادارے کو قرار دیتا ہے، جہاں پہنچ کر روپیہ بے ثمر نہیں رہتا، اور کیوں کہ ہر آدمی کو اس بات کی اجازت ہے کہ جب تک اس کی مساعی سے دوسروں کو نقصان نہیں پہنچتا وہ اپنے فائدے کے لئے کام کر سکتا ہے اس لئے فطری انصاف (NATURAL JUSTICE) سود لینے کا مخالف نہیں ہو سکتا۔ مولی نی اس کی طرح جس کے حوالے وہ اکثر پیش کرتا ہے وہ بھی قرضے پر سود لینے اور کسی معاوضے کے بدلے میں کرائے پر کوئی چیز لینے ان دونوں کے درمیان مماثلت ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ

سود پر دیا ہوا قرضہ بلا سودی قرضے سے وہی تعلق رکھتا ہے جو اجارے کو (جس میں کرائے کی ادائیگی کی جاتی ہے اور جس کے جواز پر اتفاق ہے) عاریت سے ہے (جس میں کسی ادائیگی کا کوئی مطالبہ نہیں ہوتا) وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ ربا القرض کی شرح طبعی سود کے برابر ہونا چاہئے کیونکہ موخر الذکر پہلے کے لئے بنیاد اور ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے مزید برآں اگر روپے کی منفعت کی بناء پر منافعہ کی مروجہ شرح اونچی ہے، تو ربا القرض کی بھی اونچی شرحوں کی اجازت دی جانی چاہئے، آخری اہم بات یہ ہے کہ وہ کتاب مقدس کی ان تحریروں کا اثر جن کا مطلب یہ بتایا جاتا رہا ہے کہ سود حرام ہے، اتنا ہی کم قبول کرتا ہے جتنا فلسفیوں کے دلائل کا، جن کے بارے میں اس کا یہ خیال ہے کہ اگر موضوع کو صحیح نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ان دلائل کی کمزوری واضح ہے۔

مذکورہ بالا اقتباسات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ بسولڈ مولی نی اس کا ایک صاف گو اور لائق پیرو ہے، جیسا مولی نی اس کی تحریروں کے اقتباسات کی کثرت سے معلوم ہوتا ہے، بسولڈ نے اپنے نظریات کا اکثر حصہ مولی نی اس سے اخذ کیا ہے تاہم بسولڈ کے یہاں ہمیں مولی نی اس پر کوئی اضافہ یا نئی بات نہیں ملتی،

بیکن سود کو ایک معاشی ضرورت سمجھتا ہے مگر صرف برداشت کرنے کی حد تک

یہ بات انگریز فلسفی بیکن (BACON) کے بارے میں کہیں زیادہ درست ہے جو بسولڈ کے زمانے ہی میں سود کے موضوع پر لکھ رہا تھا، سود کے غیر فطری ہونے کے بارے میں قدیم خیالات اسے اس کی راہ سے نہیں ہٹا پاتے۔ ذہنی طور سے وہ کہیں زیادہ آزاد خیال ہے اور اسے معاشیاتی زندگی کی ضروریات کا اتنا شدید احساس ہے کہ سود کی خوبیوں اور خرابیوں کے بارے میں غیر جانب دارانہ فیصلہ نہ کرسکنے اور سود کو ایک معاشیاتی ضرورت قرار دینے کے بارے میں اسے معذور سمجھا جا سکتا ہے، مصالح کے پیش نظر وہ سود کو برداشت کرنے پر آمادہ ہے۔ چونکہ لوگ سودی قرضوں کے لین دین پر مجبور ہیں اور کیوں کہ قساوت اور سختی ان کے دلوں میں اس حد تک گھر کر چکی ہے کہ وہ بلا سود ادھار دینے پر آمادہ نہیں اس لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا کہ سود کی اجازت دے دی جائے۔

سترھویں صدی میں سود کے نظریئے کی زبردست ترقی خصوصاً نیدرلینڈز میں

سترھویں صدی کے دوران نئے نظریے نے بہت ترقی کی۔ خاص طور سے نیدرلینڈز (NETHERLANDS) میں اسے بہت فروغ ہوا۔ وہاں اس کی مزید ترقی کے لئے حالات کہیں زیادہ سازگار تھے، ان سیاسی اور مذہبی جھگڑوں کے دوران جن سے نئی آزاد سلطنت ابھری تھی۔

لوگوں نے اپنے آپ کو مستند ہستیوں کی پیروی سے آزاد کر لیا تھا، یہاں یہ بھی ہوا کہ کلیسا کے پادریوں اور مسیحی علماء کا اب روبہ زوال نظریہ کہیں بھی حقیقی زندگی کی ضروریات سے اتنی سختی سے نہ ٹکرایا تھا۔ چنانچہ ہالینڈ میں جہاں ایک نہایت ترقی یافتہ معاشی تنظیم نے اپنے واسطے قرضے اور بنکنگ کا ایک مکمل نظام تخلیق کر لیا تھا اور جہاں نتیجۃً سودی لین دین عام تھا اور باقاعدگی سے کیا جاتا تھا، علاوہ بریں جہاں دنیوی قانون سازی نے عمل کے دباؤ کو قبول کر کے سود کا لینا دینا جائز کر دیا تھا۔ ایسے حالات میں ایک ایسے نظریئے کی معقولیت جو سود کو خدا کی مرضی کے خلاف اور قرضدار کو دھوکہ دینے کے مترادف قرار دیتا تھا کسی طرح بھی ثابت نہ کی جا سکتی تھی۔ اور یہ ناممکن تھا کہ اسے کتنی بھی قلیل مدت کے لئے چلایا جا سکے۔

ھیوگو گروشس
نظری طور سے سود کا مخالف - عملاً اجازت دیتا ہے

اس تبدیلی کا پیش رو ھیوگو گروشس (HUGO GROTIUS) کو قرار دیا جا سکتا ہے۔

ہمارے موضوع کا جو برتاؤ اس کے یہاں ملتا ہے وہ عجیب ملا جلا سا ہے، ایک طرف تو وہ اس بات کو صاف صاف تسلیم کرتا ہے کہ بائبل کے علماء کے مطابق سود کی حرمت کی بنیاد نظریاتی طور سے فطری انصاف پر رکھنا ناممکن ہے، اسے اس دلیل میں کوئی وزن نہیں معلوم ہوتا کہ روپیہ بانجھ ہے، کیوں کہ "آدمی نے اپنی مہارت سے مکان اور دیگر اشیاء کو جو فطری طور سے بے ثمر ہیں بارور بنا لیا ہے"۔ وہ اس دلیل کا جواب بھی دیتا ہے کہ روپے کی منفعت کو جو اس کے صرف کر ڈالنے پر منحصر ہے روپے سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا، اور اس لئے اس کا معاوضہ علیحدہ سے لینا ممکن نہیں۔ عمومی طور سے وہ دلیلیں جو سود کو فطری انصاف کے خلاف قرار دیتی ہیں اس کی نظر میں چنداں قابلِ قبول نہیں لیکن دوسری طرف کتابِ مقدس کی وہ عبارتیں بھی جو سود کو حرام قرار دیتی ہیں اس کے نزدیک واجب العمل ہیں، اس طرح اپنے نتائج میں وہ چاہے صرف اصولی طور پر ہی سہی، اربابِ کلیسا کا ہمنوا ہے۔ عملی طور سے وہ حرمت کے اصول سے اس طرح ہٹ جاتا ہے کہ نقصانات کے معاوضے، منافعے کو ترک کرنے، قرض دینے والے کی پریشانی اور اس کے خطرہ کو برداشت کرنے کی بہت سی صورتوں کو صحیح بتا کر ان کی اجازت دیتا ہے، اور انھیں سود ہی کے قبیل کی چیزیں بتاتا ہے۔

اس طرح گروشس پرانے اور نئے نظریوں کے درمیان میں سے ایک بیچ کا راستہ نکال لیتا ہے، اگرچہ

اس راستے پر وہ ٹھٹھک ٹھٹھک کر چلتا ہے۔

سلے شیس کا استدلال: اگر عاریت جائز ہے تو قرض بھی جائز ہے، اشیاء کے قابلِ استہلاک و اتلاف پذیر ہونے کی بنیاد پر دی گئی دلیل کا جواب:

۱- اس طرح کی اشیاء کا ادھار دینا سرے سے ناجائز ہوگا۔

۲- اتلاف پذیر ہونا سود کے حق میں دلیل ہے۔

اس طرح کے مذبذب خیالات بہت جلد پیچھے رہ گئے، اگلے چند سالوں میں دوسرے لوگوں نے نہ صرف حرمت کی عقلی بنیادوں بلکہ خود حرمت ہی کی بساط الٹ دی، فیصلہ کن لمحہ ۱۶۳۰ء سے کچھ پہلے آیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا عرصۂ دراز کی بندشوں کو ایک دن میں توڑ کر ایسی تحریروں کا ایک پورا سیلاب اُمنڈ آیا تھا جن میں سود کی حمایت پورے زور و قوت سے کی گئی تھی اور یہ سیلاب اس وقت تک نہیں تھما جب تک کہ سود کے مسیحی اصولوں کو کم از کم نیدر لینڈز میں شکست نہیں دے دی گئی۔ لٹریچر کے اس انبار میں وقت اور مرتبے دونوں کے اعتبار سے مشہور کلاڈیس سلے شیس (CLADIUS SALMASIUS) کو اوّلین مقام حاصل ہے۔ ۱۶۳۸ء کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفے سے اس کی جو تصانیف سامنے آئیں ان میں سب سے زیادہ اہم یہ ہیں: 1. DE USURIS, 1638; DE MODO USURARUM, 1639; - DE FOENORE TRAPEZITICO; 1640

اس فہرست میں کچھ مختصر جدلیاتی تحریروں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے جو سلے شیس نے ایلکشیس اے مسالیا (ALEXIUS A MASSALIA) کے فرضی نام سے لکھیں مثلاً:— DIATRIBA DE MUTUO: MUTUUM NON ESSE ALIENATIOEM, 1640[1] - ان کتابوں نے صرف اپنے بل پر سو سال سے زیادہ کے لئے سود کے نظریئے کی سمت اور مواد کا تعین کر دیا اور جیسا کہ ہم دیکھیں گے آج کل کے نظریئے پر بھی ان کتابوں کے بہت سے اثرات پائے جاتے ہیں، چنانچہ سلے شیس کا نظریۂ سود ہمارے پورے غور و فکر کا مستحق ہے، سود پر سلے شیس کے نظریات اس کی کتاب "سود" (DE USURIS) کے آٹھویں باب میں نہایت مجمل اور فکر انگیز انداز میں ملتے ہیں، وہ خود اپنے نظریے کی پیش کش سے بات شروع کرتا ہے۔ سود قرض لی ہوئی رقم کے استعمال کے معاوضے کا نام ہے۔ قرض قانونی عقود کی اس قسم سے تعلق رکھتا ہے جس میں مالک اپنی چیز کی منفعت کسی دوسرے کو

[1] سلے شیس کی ان کے علاوہ بھی بہت سی تحریریں اس موضوع پر ہیں متن میں جن کتابوں کے نام دیئے گئے ہیں وہ بہرحال اس موضوع پر سب سے پہلے سامنے آئیں۔

دے دیتا ہے، اگر یہ زیرِ بحث چیز اتلاف پذیر نہیں ہے اور اگر اس منفعت کے استعمال کی قیمت نہیں دیتا ہے تو اس قانونی عقد کو COMMODATUM یعنی "عاریت" کہا جائے گا، اور اگر اس کا معاوضہ دیا جاتا ہے تو اس عقد کو LOCATIO یا CONDUCTIO یعنی "اجارہ" کہا جائے گا۔ اگر زیرِ بحث شے اتلاف پذیر یا گل سڑ جانے والی چیز ہے اور اس کی منفعت کے استعمال کا معاوضہ نہیں دیتا ہے تو یہ غیر سودی قرض (MUTUUM) ہے اور اگر اس کا معاوضہ دیتا ہے تو یہ سودی قرض (FOENUS) کہلائے گا۔ اس طرح سودی قرض کا تعلق غیر سودی قرض سے بالکل وہی ہے جو "اجارے" کا "عاریت" سے ہے۔ اور اسی کی مانند یہ جائز بھی ہے۔[1]

صرف ایک چیز ایسی ہو سکتی ہے جسے ان دونوں کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت وجہِ امتیاز بنایا جا سکتا ہے اور وہ COMMODATUM (جہاں کہ ایک غیر اتلاف پذیر چیز مثلاً ایک کتاب یا غلام کو قرض پر دیا جاتا ہے) اور MUTUUM (جہاں ایک اتلاف پذیر یا گلنے سڑنے والی چیز مثلاً اناج یا روپیہ ادھار دیتے ہیں) کا وہ فرق ہے جو ان دونوں کی منفعت میں فطری طور سے پایا جاتا ہے۔ دوسری صورت میں ـــ جہاں ایک اتلاف پذیر' یا گلنے سڑنے والی چیز کو منتقل کیا جاتا ہے۔ منفعت کا حصول صرف ایک ہی دفعہ مکمل طور سے استعمال یا صرف کر ڈالنے میں منحصر ہے اور اس کے بارے میں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اس صورت میں کسی چیز کی منفعت کو اس چیز کی ذات (عین) سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ سلے شیس اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ:

۱- اس دلیل کی بناء پر غیر سودی قرضوں کو بھی بُرا قرار دینا اور چھوڑنا پڑے گا، کیوں کہ اتلاف پذیر چیز کے بارے میں یہ ناممکن ہے کہ اس کی محض منفعت، جس کا کوئی وجود فی الحال نہیں، منتقل کی جا سکے چاہے اس کے عوض کوئی سود نہ بھی لیا جائے۔[2]

۲- اس کے برخلاف قرض لی ہوئی اشیاء کا اتلاف پذیر ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر سود ادا کیا جانا چاہئے۔ وجہ یہ ہے کہ کرائے پر دینے اور اجارے (LOCATIO, HIRE) کی صورت میں قرض دینے والا کسی بھی وقت اپنی مِلک کو واپس لے سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ ہنوز اس چیز کا (جس کی عین ابھی قائم ہے) مالک ہے،

---

[1] اجارے اور عاریت' سودی قرض اور غیر سودی ان کو ایک دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے' ہر ایک کی حقیقت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ [2] فقہائے اسلام قیمتی اور مثلی اشیاء میں فرق کرتے رہتے ہیں اور اتلاف پذیر مثلی اشیاء کے ادھار کو جائز اور اتلاف پذیر قیمتی اشیاء کے ادھار کو ناجائز کہتے ہیں، فلیراجع المبسوطات ـــ مترجم۔

قرض کی صورت میں وہ ایسا نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کی ملک استہلاک و استعمال کے ذریعے فنا ہو چکی ہے، چنانچہ روپے دینے والا ادائیگی میں تاخیر، پریشانیوں اور دیگر نقصانات کا شکار رہتا ہے اور ان وجوہات سے اسے قرض کے عوض میں کچھ رقم کے مطالبے کا حق COMMODATUM کی بہ نسبت کہیں زیادہ معقول طریقے سے حاصل ہے۔[1]

سلمے شیس کی تحریروں کی نوعیت اپنا موقف اس طرح بیان کرنے کے بعد سلمے شیس اپنے مخالفین کے دلائل کے ایک ایک نکتے کی تردید کرتا ہے۔ ان تردیدوں کو پڑھ کر ہم یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں ایک صدی پیشتر مولی نی اس ناکام ہو چکا تھا وہاں سلمے شیس اپنے معاصرین کو قائل کرنے میں کیوں کر کامیاب ہو گیا۔ یہ تحریریں بہت موثر ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ استدلال کے اچھے نمونے کہلائی جا سکتی ہیں، ان کے مواد کا اکثر و بیشتر حصہ اس کے پیش رو لوگوں خاص کر مولی نی اس نے فراہم کر دیا تھا مگر جس خوبی سے سلمے شیس نے اس مواد کو استعمال کیا وہ اس کی مناظرانہ تحریروں کو اس سے پہلے کی تمام تحریروں پر فوقیت دیتی ہے، سلمے شیس کے طرز تحریر کی چند مکمل مثالیں میرے قارئین کی طبیعت پر ناگوار نہ گزریں گی۔ ان سے ہمیں اس جذبے کا بھی صحیح اندازہ ہو سکے گا جس کے تحت لوگ سترھویں صدی اور اٹھارھویں صدی کے اکثر حصے میں اس مسئلے پر بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے، اور اس طرح پڑھنے والا ایک ایسے مصنف سے کہیں بہتر طور پر واقف ہو سکے گا جسے اگرچہ آج کل حوالے کے طور پر بہت استعمال کیا جاتا ہے مگر جسے پڑھنے کی تکلیف بہت کم لوگ گوارا کرتے ہیں چنانچہ میں ذیل میں اسی کے الفاظ میں اس کی مناظرانہ تحریروں کے بعض اقتباسات دیتا ہوں۔

آئندہ سطور میں جو کہا جا رہا ہے اس کا تعلق اور اثر سود کے نظریئے کی تاریخ سے بہت کم ہے، سب سے پہلے ایک پیچیدہ مگر جس کے بارے میں بہر حال یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ وہ اپنی ساری نزاکتوں کے باوجود یہ ثابت کرنگی

---

[1] فقہائے اسلام کے یہاں بھی عین اور دین کا فرق اور اس کے نتائج کا بڑا جان دار احساس ملتا ہے، ان دونوں میں فرق اتنا ہے کہ عین کے بارے میں حق استرداد اسی عین سے متعلق ہوتا ہے اور دین میں ذمے سے متعلق ہوتا ہے تاہم سلمے شیس کا موقف اس فرق سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا۔ ثابت جو چیز کرنا ہے وہ حق استردادِ مثل یا حق استردادِ عین کے علاوہ ایک مقررہ اضافہ کے مطالبے کا استحقاق ہے جو ثابت نہیں ہوتا۔ مترجم۔

نہایت ناقص کوشش ملتی ہے کہ قرض کی صورت میں قرض دی ہوئی چیز سرے سے قرض دینے والے کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی۔ اس موضوع کے لئے DIATRIBA DE MUTUO نام کی پوری کتاب ہی وقف کردی گئی ہے، اس کے بعد انصاف اور ضرورت کی بنیاد پر اربابِ کلیسا کی دی ہوئی دلیلوں کا جواب دیا گیا ہے۔ مثلاً یہ کہ قرض دار کے حق میں یہ نہایت ناانصافی ہے کہ ایک تو وہ قرض لی ہوئی رقم کا خطرہ برداشت کرے اور اس پر سود کا بوجھ مزید لاد دیا جائے اور اسے اس پر مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے روپے کے پھل اور ثمرے کو ایک ایسے غیر شخص کے حوالے کرتا چلا جائے جس نے کسی قسم کا کوئی خطرہ برداشت نہیں کیا۔ یا یہ دلیل کہ سود کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ کاشتکاری، تجارت اور دوسری مفید صنعتوں سے تغافل برتیں گے جس کا نتیجہ ضررِ عام کی شکل میں ظاہر ہوگا، آخری دلیل کا جواب دیتے ہوئے سلے شیس مقابلے کے فوائد کی سفارش کرنے کے موقع کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ سود خور جتنے زیادہ ہوں اتنا ہی اچھا۔ ان کا باہمی مقابلہ سود کی شرح کو گرانے کا باعث بنے گا۔ اس کے بعد نویں باب سے زورِ بیان اور علمیت کے غیر معمولی مظاہرے کے ساتھ اور نہایت فصیح و بلیغ تقریروں پر مشتمل اجزاء جن کے بارے میں تسلیم کرنا پڑے گا کہ لفاظی سے بھرے ہوئے ہیں، ہمارے سامنے آتے ہیں جن میں اس دلیل کو رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سود ایک غیر فطری چیز ہے۔ آخر میں اس سوال کو فیصلہ کن انداز میں سامنے لایا جاتا ہے کہ سود جس کی تائید فطری قانون وانصاف سے ہوتی ہے کیا الٰہی قانون وانصاف بھی اس کی تائید کرتا ہے اور اس سوال کا جواب جیسا کہ ظاہر ہے اثبات میں دیا جاتا ہے۔

سلے شیس کی تحریروں کی سو برس تک تقلید ہوتی رہی

یہ تھے سلے شیس کے نظریئے کے بنیادی نکات، یہ نظریہ نہ صرف ارتقاء بلکہ ارتقاء کے درجے کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ سو سال تک یہ حال رہا کہ اس موضوع پر اضافے کی شکل اس کے علاوہ اور کوئی نہ تھی کہ اسی استدلال کو زیادہ وسیع پیمانے پر اختیار کیا گیا اور کم و بیش بعض فنی تغیرات کے ساتھ اسے دہرایا گیا یا زمانے کی ضروریات کے مطابق اس میں تبدیلیاں کرلی گئیں، لیکن اسمتھ (SMITH) اور ٹرگوٹ (TURGOT) کے وقت تک سلے شیس کے نظریئے اور دلائل پر بنیادی طور سے کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

جیسے جیسے سلے شیس کے نظریئے کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی گئی، کلیسائی نظریئے کے ماننے والے اسی نسبت سے کم سے کم تر ہوتے چلے گئے، جیساکہ آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے، اس کمی بیشی کی رفتار ان ملکوں میں تیز رہی جہاں ریفارمیشن کی تحریک اپنے شباب پر تھی یا جہاں جرمن زبان بولی جاتی تھی کیتھولک اور رومی زبانیں بولنے والے ممالک میں اس کی رفتار کہیں زیادہ سست تھی۔

جیساکہ میں نے ابھی بتایا نیدرلینڈز میں سلے شیس کی کتابوں کے فوراً بعد اسی طرح کی کتابوں کا ایک پورا سلسلہ وجود میں آگیا۔ ۱۶۴۰ء ہی میں ہمیں کلاپن برگ (KLOPPENBURG)، باکس ہارن (BOXHORN)، مارسیس (MARESIUS)، گراس ونکل (GRASWINCKEL) کی لکھی ہوئی کتابیں مل جاتی ہیں۔ کچھ عرصے بعد ۱۶۴۴ء کے قریب TAFELH ALTERSTREIT کی بنا پر دونوں گروہوں میں ایک سخت تنازعہ برپا ہو گیا اور ۱۶۵۸ء میں اس کا نتیجہ عملاً سود کے حامیوں کی فتح میں نکلا، بعد کے چند سالوں میں نئے نظریئے کے حامیوں اور پیروؤں میں سب سے اونچا مقام مشہور اور با اثر وکیل گرہارڈ نوڈٹ (GERHARD NOODT) کو حاصل رہا جس نے اپنی تین کتابوں DE FOENORE ET USURIS میں سود کے پورے مسئلے پر نہایت تفصیل کے ساتھ بڑی معلومات افزا بحث کی۔ اس کے بعد سود کی مخالفت کے مظاہرے کم سے کم تر ہوتے چلے گئے، خاص طور سے اہلِ فن کے درمیان، تاہم ان کا وجود اٹھارھویں صدی کے نصف آخر تک اکا دکا طور پر مل جاتا ہے۔

اُردو فارسی عربی

کمیاب کتابوں کا ذخیرہ

آپ کو جس پرانی کمیاب کتاب کی ضرورت ہو اُس کے متعلق ہمیں لکھیں، ہم آپ کو مہیا کرنے کی کوشش کریں گے اور آپ کو اپنی ماہوار شائع ہونے والی فہرستِ کتب مفت روانہ کرتے رہیں گے۔

مونس بک ڈپو، بدایوں (یوپی)

BUDAUN. (U.P.)